نقشِ آغاز بسم اللہ الرحمن الرحیم راشد الحق سمیع حقانی

لاکھوں متاثرین زلزلہ موت کی آغوش میں

گزشتہ ماہ پاکستان پر زلزلہ کی صورت میں جو قیامت صغریٰ برپا ہوئی تھی اس کی ہولناکیوں میں موسمِ سرما کی آمد اور شدید برفباری نے نیا اضافہ کر دیا ہے۔ امتحان اور آزمائش کی گھڑیاں لمبی ہوگئی ہیں۔ قدرت کی ناراضگی جوں کی توں ہے، دو ماہ ہونے کو ہیں اور اب تک ان علاقوں میں زلزلوں کی آمد و رفت کا سلسلہ جوں کا توں ہے۔ زمین کا سینہ اور انسانیت کا پیراہن ایسے پھٹ گئے ہیں کہ کسی دست ہنر کار کی رفوگری کارگر ثابت نہیں ہو رہی۔ زمین جھولے کی مانند جھول رہی ہے۔ ماہرین ارضیات اسے آفٹر شاکس سے تعبیر کرتے ہیں۔ لیکن معلوم نہیں کہ آخر قدرت کو کیا منظور ہے؟ اور ''آفٹر شاکس'' کی یہ قیامت خیز دستکیں کہیں فناء عالم کا پیغام نہ ہوں؟ بدقسمتی یہ ہے کہ امت مسلمہ اور خصوصاً پاکستانی قوم غفلت، مادیت اور حبّ دنیا میں ایسی مست ہوگئی ہے کہ ان ''چھوٹی موٹی تنبیہات'' سے اس کی اونگھ اور مستی ختم نہیں ہوئی۔ ختم الله علىٰ قلوبهم وعلىٰ سمعهم وعلىٰ ابصارهم الخ کی تفسیر ہمارے سامنے ہے۔ اکثر پڑھے لکھے لوگ اس حادثے کو محض زمین اور پلیٹوں کی تبدیلی اور حرارت کا نتیجہ قرار دے رہے ہیں۔ لیکن ان سے کوئی یہ پوچھے کہ زمین کی حرکت، پلیٹوں کی تبدیلی، طوفانوں کی آمد، زندگی موت، تخریب و تعمیر، دریاؤں کے مدّ و جزر، جغرافیوں کی تبدیلی، موسموں کا تغیر، عروج و زوال، بقاء و فنا، وجود و عدم، غم اور خوشی، صحت و بیماری اور جزاء و سزا کس کے منشاء اور کس کے اشارے پر ہو رہے ہیں؟ ہم اس بحث میں مزید نہیں الجھتے کہ آیا یہ محض زمین کا ردعمل تھا یا قدرت کی تنبیہ۔ آزمائش تھی یا پھر عذاب۔ ذرا قرآن حکیم، احادیث مبارکہ اور انسانی تاریخ کا غور سے مطالعہ کیجئے تو اس میں آپ کو سب تشنہ سوالوں کے جوابات تفصیل سے مل جائیں گے۔ ہمیں صرف اتنا کہنا ہے کہ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ ضروری اور اہم مسئلہ یہ ہے کہ متاثرین زلزلہ جن کی تعداد پینتالیس لاکھ سے زائد ہے اب ان کی دوبارہ تعمیر نو کا ڈھنڈورا حکومت شد و مد کے ساتھ پیٹ رہی ہے۔ لیکن اقوام متحدہ کے نمائندے بار بار گلہ پھاڑ کر اس بات کا اندیشہ کر رہے ہیں کہ سردی کی شدت اور بھوک کی زیادتی متاثرین کے لئے ایک ایسا زلزلہ ثابت ہوگا کہ اس جھٹکے سے شاید ہی یہ لوگ دوبارہ زندہ رہ سکیں؟ اگر بروقت امداد نہ پہنچی تو پاکستانی قوم کے لئے یہ سب سے بڑا تاریخی اور انسانی المیہ ہوگا۔ اربابِ حکومت، ڈونرز کانفرنس جو دراصل ''لون کانفرنس'' تھی کی کامیابی پر بغلیں بجا رہے ہیں۔ خدارا زبانی جمع خرچ بند کیجئے اور اعداد و شمار کے فرضی منصوبوں کی گرداب سے باہر نکل کر عملی طور پر دکھی انسانیت اور اپنی مجروح قوم

کی مدد کیجئے۔ ہمارے حکمران مخلوق خدا پر رحم کریں اور متاثرہ علاقوں کی تعمیر نو کے ٹھیکوں کے روایتی منصوبوں کو فی الحال کچھ دیر کے لئے مؤخر کریں اور فوری توجہ ان تیس لاکھ افراد پر مرکوز رکھیں جو اس سردی کے عالم میں کھلے آسمان کے نیچے برف کی چادر پر سسک سسک کر زندگی کی بھیک مانگ رہے ہیں۔ ان کے سروں پر خیمہ کی نہ چھت ہے اور نا ہی پیٹ کی آگ بجھانے کے لئے نانِ جویں۔ اقوام متحدہ اس بات کا اندیشہ بھی کررہی ہے کہ خدانخواستہ سردی کی شدت میں تھوڑا بھی اضافہ ہوا تو ایک لاکھ بیس ہزار معصوم بچے چند ہی روز میں لقمہ اجل بن سکتے ہیں۔ اور ہزاروں زخمی افراد دوبارہ موت کی آغوش میں جا سکتے ہیں۔ اسی طرح بخار، نمونیا وغیرہ کے مہلک امراض کے پھیلنے کا اندیشہ بھی اب یقین میں تبدیل ہو چکا ہے۔ چند خیراتی ادارے اور کچھ غیر ملکی فلاحی تنظیمیں عملی طور پر ان علاقوں میں کام کررہی ہیں، باقی فوج نے روڈ وغیرہ کھول دیئے ہیں اور ایمرجنسی میں متاثرین کو چند روز کے لئے خوراک کے ایک آدھ تھیلے بھی پہنچائے ہیں لیکن اس سے زیادہ حکومت کی سطح پر متاثرین کی کوئی بھی سنجیدہ کوشش نہیں کی جارہی اور سارا زور تعمیر نو کے ٹھیکوں پر رہی ہے۔

کاش! ان عقل کے اندھوں کو کوئی یہ سمجھائے کہ اگر یہ لوگ سردی اور بھوک سے بچ گئے تو تب ہی یہ ان مکانات اور شہروں میں رہ سکیں گے۔ ورنہ پھر بھوت اور جن ہی ان ویرانوں میں بسیرا کریں گے، پہلی ضرورت ان لوگوں کی ان برفانی علاقوں سے گرم علاقوں میں منتقلی کا ہے، خیموں کا ہے، خوراک کا ہے، صحت کا ہے بعد میں ان کی تعمیر نو کا منصوبہ شروع کیا جائے۔

یہاں یہ امر باعث اطمینان ہے کہ پاکستانی قوم نے اس نازک مرحلے پر نہایت ہی ذمہ دارانہ اور فراخدلانہ قربانی کا مظاہرہ کیا ہے، زندگی کے ہر ہر شعبے سے تعلق رکھنے والے فرد نے اپنی بساط سے بڑھ کر ان لوگوں کی مدد کی ہے۔ اور اب بھی کررہے ہیں۔ یہی اسلام کی اصل روح اور اخوت کی عملی تصویر ہے، ہماری قوم سے دردمندانہ اپیل ہے کہ وہ صرف حکومت کے ذمہ متاثرین کو نہ چھوڑیں بلکہ اپنی کمر ہمت کس لیں کہ امداد و تعاون اور ریلیف کا سفر لمبا ہے اپنے ان بھائیوں کو برف، بارش اور بھوک کے ہاتھوں مرنے نہ دیں، ہر شخص ایک لقمہ اور ایک پیسہ بھی اگر حسب سابق انہیں بھیجے تو اس سے بھی ایک بڑی امداد بن سکتی ہے۔ اسی طرح قوم کو رجوع الی اللہ بھی کرنا چاہیے۔ قدرتی آفتیں آزمائشیں اور مصیبتیں، ٹیکنیکل منصوبوں اور سائنسی اصولوں سے نہیں روکی جاسکتیں بلکہ الحاح وزاری اور انابت الی اللہ ہی سے یہ ٹل سکتی ہیں۔ قوم اور حکمرانوں کو انفرادی اور اجتماعی سطح پر اپنے اعمال کا محاسبہ بھی کرنا چاہیے۔ ورنہ اس قسم کے حادثوں کا سامنا ہوتا رہے گا۔ صرف ایک حادثہ نے پاکستان کو مفلوج و مفلوک کردیا ہے۔ اگر اس قسم کے ایک دو جھٹکے خدانخواستہ مزید وقوع پذیر ہوئے تو پھر کیا عالم ہوگا؟ سب کو اس چبھتے ہوئے سوال پر سوچنا چاہیے۔

الم یأن للذین آمنوا ان تخشع قلوبهم لذکر الله وما نزل من الحق (القرآن)